ولیمہ اور نکاح کی مشترکہ دعوت

اور ولیمہ کا مسنون وقت

ادارہ

سوال

ہماری بیٹی کی شادی کی تقریبِ نکاح اور ولیمہ مشترکہ کرنے کا ارادہ ہے، اس تقریب کی دعوت دولہا اور دلہن دونوں کے خاندانوں کی جانب سے تمام مدعوین کو دی جائے گی، اور جملہ عزیزوں اور احباب کی دعاؤں میں اس نئے خاندان کی بنیاد رکھی جائے گی، یہ ارادہ موجودہ حالات کے پیشِ نظر اور کفایت کی غرض سے کیا ہے؟ براہِ کرم رہنمائی فرمائیں کہ یہ مشترکہ تقریب اور کفایت کی یہ کوشش دینی نقطۂ نظر سے مناسب ہے؟ والسلام

جواب

واضح رہے کہ نکاح میں سنت یہ ہے کہ مرد کی طرف سے پہلی مرتبہ شبِ زفاف کے بعد ولیمہ کی دعوت کا اہتمام ہو، چنانچہ حضور اقدس ﷺ سے شبِ زفاف کے بعد ولیمہ کرنا ثابت ہے، جیسا کہ صحیح بخاری (ج: ۲، ص: ۷۷٦، باب الولیمة) میں اس کی صراحت موجود ہے، اس لیے ولیمہ کا مسنون وقت زفاف کے بعد ہے، تاہم نکاح کے بعد کسی بھی وقت یعنی رخصتی سے پہلے یا بعد میں دعوتِ نکاح تو منعقد ہو جائے گی، مگر رخصتی سے پہلے جو کھانا کھلایا جائے گا، اس سے ولیمہ کے مسنون وقت کی سنت ادا نہیں ہوگی، لہٰذا صورتِ مسئولہ میں سنت یہی ہے کہ مرد کی طرف سے شبِ زفاف کے بعد حسبِ استطاعت صرف سنت دعوتِ ولیمہ کا ہی اہتمام کیا جائے، تاہم اگر لڑکی والے بھی خوشی کے موقعہ پر بلا جبر و اکراہ کسی سماجی دباؤ کے بغیر لڑکے والوں کے ساتھ مل کر کھانا کھلانا چاہیں تو اس کی مناسب صورت یہی ہے کہ ایسی مشترکہ تقریب شبِ زفاف کے بعد منعقد کی جائے، تاکہ ولیمہ کی سنت ادا ہو جائے۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

’’عن أنس رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم رأى علىٰ عبد الرحمن بن عوف أثر صفرة فقال : ماهٰذا؟ قال : إني تزوجت امرأة على وزن نواة من ذهب، قال : بارك الله لك، أوْلِمْ ولو بشاةٍ.‘‘(مشکوۃ المصابیح، باب الولیمۃ : ۲۷۷)

’’إعلاء السنن‘‘میں ہے:

’’وحديث أنسؓ في هٰذا الباب صريح في أنها أي الوليمة بعد الدخول الخ.‘‘

(إعلاء السنن، ج: ۱۱، ص:۱۱، ط: إدارة القرآن)

فتویٰ نمبر:8767-1434 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

ایمان وعقیدے کے بارے میں وسوسے اور شک میں مبتلا ہونا

سوال

وسوسے اور شک میں کیا فرق ہے؟ کوئی چیز ہو چاہے وہ دنیا کے لحاظ سے ہو یا آخرت کے لحاظ سے، چاہے وہ ایمان اور عقیدے کے لحاظ سے ہو یا پھر کوئی اور لحاظ سے، آپ سے اب یہ بات جاننا ہے کہ اگر کسی کو ایمان وعقیدے کے حوالے سے وسوسہ آئے اور اس آدمی کو سو فیصد یقین ہو جائے کہ یہ بات سو فیصد صحیح یا غلط یعنی اس کو ایک طرح کا شک پیدا ہوا ہو، لیکن پھر بعد میں وہ بہت زیادہ پچھتائے، رنج وغم میں مبتلا ہو، بہت پریشان ہو، روئے بھی اور مایوس بھی ہو جائے، چاہے وہ بات، خیال یا سوچ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ اور قرآن یا جنت جہنم کے بارے میں آئے، اللہ بچائے کسی کو اگر ختمِ نبوت کے حوالے سے ایسی سوچ اور خیال آئے، لیکن سو فیصد یقین کے ساتھ ایسا خیال آئے، پھر بعد میں پچھتائے، رنج وغم میں مبتلا ہو جائے اور روتا رہے کہ ایسی سوچ مجھے نہیں آنی چاہیے تھی، اگر وہ سوچ کچھ دیکھنے سے آئے اور اس کا دل اس وقت مان جائے کہ یہ صحیح ہے، لیکن بعد میں وہ ڈپریشن اور گھبراہٹ کا شکار ہو جائے، کیا یہ وسوسہ کہلاتا ہے یا شک؟ میں نے سنا ہے کہ وسوسہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو انسان خود نہیں لینا چاہتا، لیکن دل ودماغ میں خود بخود آ جاتا ہے۔

جواب

واضح رہے کہ دین کے کسی رکن، حکم یا دین سے متعلق کسی بھی قطعی چیز کے بارے میں وسوسہ شیطان کی طرف سے آتا ہے، اور شیطان کی طرف سے ان وساوس کو لانے کا مقصد انسان کے دل ودماغ میں وساوس اور شک پیدا کرکے اس کے ایمان کو کمزور کرنا ہے، نیز غیر اختیاری وسوسہ آنا اور اسے بُرا سمجھنا ایمان کی علامت